تحریر: حافظ مقصود احمد

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں

دعا میں چونکہ التجا، عاجزی، انکساری اور بے بسی پائی جاتی ہے لہذا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے، اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں دعا کو عین عبادت اور دوسری حدیث میں عبادت کا خلاصہ قرار دیا ہے۔ قرآن و حدیث میں دعا مانگنے کے آداب بھی سکھلائے گئے ہیں۔ دعا کی فضیلت اور آداب ایک الگ موضوع ہے۔ یہاں جن دعاؤں کا ذکر مطلوب ہے وہ تمام قرآن مجید کی دعائیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی ہیں۔ نبیؐ سے بڑھ کر دعا کے آداب کو اور کون جان سکتا ہے اور قرآن مجید سے زیادہ مستند کتاب اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ لہذا ایک بندۂ مسلم جو اپنے رب سے مانگنا چاہتا ہے اسے ان دعاؤں میں غور وفکر کرنا چاہئے۔ ان دعاؤں کو اپنی ضرورت کی صورت میں مانگنا چاہئے اور ہر دعا کے شروع میں ''ربنا'' (اے ہمارے رب) ''ربی'' (اے میرے رب) سے یہ عقیدہ راسخ کر لینا چاہئے کہ ساری کائنات کا نظام اس کی قدرت کے تابع ہے جو ''رب العلمین'' ہے۔ جب مانگنے والا دعا کے شروع میں دل کی گہرائیوں سے محبت بھرے انداز میں عرض کرتا ہے: ''اے میرے رب'' تو اس وقت وہ ساری دنیا سے کٹ کر اپنے رب کا ہوکر رہ جاتا ہے، پھر یقیناً اس کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات آسمانوں کی بلندیوں کو سر کرتے ہوئے عرش عظیم پر پہنچ جاتے ہیں اسی لئے دعا کو عین عبادت کہا گیا ہے، آیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قرآنی دعاؤں سے سبق سیکھیں کہ اپنے رب سے کیسے مانگنا ہے۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیان ہوئی ہیں۔ اللہ کی کلام میں بکھرے ہوئے ان موتیوں کو قارئین کی سہولت کیلئے ہم نے قرانی ترتیب کے مطابق یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔

۱۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۴ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد کیلئے دعا مانگتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے ان کی امامت کا اعلان فرمایا تو خلیل علیہ السلام اپنی اولاد کو اس اعزاز میں شریک کرنے کی دعا کرتے ہیں ''قال و من ذریتی ''عرض کی اے اللہ میری اولاد میں بھی امامت کے اعزاز کو برقرار فرما۔

جواب ملا ''لاینال عہدی الظالمین'' ٹھیک ہے لیکن ظلم کرنے والوں کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوسکتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوجاتی ہے کہ ان کے بعد جتنے بھی انبیاءؑ تشریف لائے سب ان کی اولاد سے ہی تھے۔ لیکن یہ بھی واضح کردیا گیا ہے کہ ان کی اولاد میں سے جو ظلم کرنے والے ہوں گے وہ امامت و قیادت کے اہل نہیں ہوں گے اور ظلم سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کے حق میں خیر کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے اور یہ بھی واضح ہوا کہ انبیاء کی اولاد میں اگر کوئی ظالم، کافر یا مشرک بن جائے تو اس سے انبیاء کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا، جیسا کہ قریش مکہ اور بنی اسرائیل سارے کے سارے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہی تھے۔

۲۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۲۶ میں دعا مانگتے ہیں: ﴿رب اجعل ھذا بلدا آمنا وارزق أھلہ من الثمرات من آمن منھم باللہ والیوم الآخر﴾ ترجمہ: ''اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنادے اور اس کے مکینوں میں سے جو اللہ اور آخرت پر ایمان لانے والے ہیں انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما، یہاں پر امن اور رزق کی دعا مانگ رہے ہیں یہ دو چیزیں انسانی ضروریات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور یہ دونوں چیزیں اللہ سے طلب کرنی چاہئیں۔ اللہ رب العزت نے ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے مکۃ المکرمۃ کو ایسا پر امن شہر بنا دیا کہ آج بھی روئے زمین پر اس سے زیادہ قابل احترام اور امن والا کوئی شہر نہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف مومنوں کیلئے رزق کی دعا کی تھی، مگر رب کائنات نے ارشاد فرمایا: ﴿ومن کفر فامتعہ قلیلا ثم اضطرہ الی عذاب النار'' جس نے کفر کیا اسے بھی دنیا کا متاع حقیر دیا جائے گا پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ دنیا کی نعمتیں مسلمان اور کافر سب کے لئے ہیں۔ کیونکہ دنیا کی اللہ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں۔ مگر آخرت کی ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں سے صرف اہل ایمان ہی لطف اندوز ہوں گے۔

۳۔ آیت نمبر ۱۲۷ میں اپنے عمل کی قبولیت کی دعا کرتے ہیں۔ انسان کا نیک عمل اسی وقت نیک شمار ہوگا جب اللہ کی بارگاہ میں مقبول ٹھہرے گا۔ ذرا غور فرمائیں کہ انبیاء علیہم السلام کے عمل میں کتنا خلوص ہوتا ہوگا۔ خاص طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عمل اور یہ عمل جس کے بعد قبولیت کی دعا کررہے ہیں، خانہ کعبہ کی تعمیر کا عمل ہے۔ اتنے مقدس اور بابرکت عمل کے بعد بھی اس کی قبولیت کی دعا کررہے ہیں کیونکہ بات تب بنے گی جب عمل بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگا۔ آیئے سوچئے! کیا ہمیں بھی اپنے اعمال کی قبولیت کی ایسی فکر لاحق ہوتی ہے؟ حالانکہ ہمارا کوئی عمل انبیاء علیہم السلام کے عمل کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس دعا کے آخر میں حضرت

ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی صفت سمع وصفت علم کا ذکر کر رہے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہر آواز کو سننا اور ہر چیز کو جاننا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، دعا مانگتے وقت اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کا وسیلہ پکڑنا دعا کی قبولیت کا باعث بنتا ہے۔

۴۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۲۸ میں حضرت ابراہیم السلام کی دعا چار چیزوں پر مشتمل ہے: ۱) اے ہمارے رب ہمیں اپنا مطیع فرمانبردار بنا دے۔ ۲) ہماری اولاد سے بھی ایک جماعت اطاعت شعار بنا۔ ۳) ہمیں حج کے احکام دکھلا دے۔ ۴) ہماری توبہ قبول فرما، ان دعاؤں میں بڑی سبق آموز باتیں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے مقام پر سرفراز ہونے کے باوجود اللہ کی فرمانبرداری پر قائم و دائم رہنے کی دعا مانگ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر کوئی بھی نیک عمل نہیں کرسکتا۔ قرآن مجید میں بہت سارے مقامات پر انبیاء علیہم السلام کا بیان ہے کہ وہ برائی سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام جہاں اپنے حق میں دعا مانگتے ہیں وہاں اولاد کی فکر بھی کر رہے ہیں۔ اولاد کو صرف کھلانا پلانا اور اعلیٰ تعلیم دلوانا ہی ہماری ذمہ داری نہیں بلکہ اولین فرض تو یہ ہے کہ ان کی ہدایت کی دعائیں مانگیں اور انہیں صراط مستقیم دکھلانے کیلئے تمام تدابیر اختیار کریں۔

اس کے بعد دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں مناسک حج دکھلا دے۔ دیکھنے کی درخواست اس لئے کر رہے ہیں کہ سننے کی نسبت دیکھنے میں زیادہ یقین پیدا ہوتا ہے کیونکہ احکام حج میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن کی ظاہری علت ہمیں معلوم نہیں ہم تو اس لئے یہ سب کچھ ادا کر رہے ہیں کہ احکام حج کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی، امام ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منی، عرفات اور مزدلفہ کا تعارف کروایا اور طریقہ حج بتلایا۔ دعا کے آخر میں توبہ کی قبولیت کی فریاد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔ انبیاء علیہم السلام باوجود معصوم عن الخطا ہونے کے سب سے زیادہ توبہ واستغفار کیا کرتے تھے۔

۵۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۲۹ میں خانہ کعبہ کے تقدس کی حفاظت اور انسانیت کی راہنمائی کیلئے ایسے رسول کی دعا کرتے ہیں جو سابقہ تمام تر دعاؤں کا پیکر اور دعوت ابراہیمی کا صحیح معنوں میں علمبردار ہو، چنانچہ یہ دعا امام الانبیاء رسول کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی صورت میں قبول ہوتی ہے۔ اب خانہ کعبہ کے قرب و جوار سے ایسی صدائے توحید بلند ہوتی ہے جس نے کائنات ارضی پر چھائے ہوئے کفر و شرک کے

اندھیروں کو کافور کر دیا۔ آیئے اس ''صدا'' کو سننے اور پہچاننے کی کوشش کریں جس میں انسانی فلاح کا راز مضمر ہے۔ یہ ''صدا'' قال اللہ وقال الرسول کی صورت میں آج بھی گونج رہی ہے، مگر فرق یہ ہے کہ اس گونج کو سننے والوں نے اپنے دل میں جگہ دی تھی تو ان میں اللہ نے وہ قوت پیدا کر دی جس کے ذریعے انہوں نے پوری دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دی، آج بھی مسلمان اس گونج کو سنتے ہیں مگر ان کے دل فسق و فجور کی محبت سے اس طرح لبریز ہو چکے ہیں کہ اس گونج کیلئے ان کے دلوں میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی پھر نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کی قیادت و سیادت کے میدانوں میں اللہ کے ہاں ایسے مسلمانوں کیلئے کوئی جگہ نہ رہی۔

۶۔ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۶۰ میں دعا کرتے ہیں: ﴿رب أرنی کیف تحی الموتی﴾ اے میرے رب مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ یہ سوال کسی شک کی بنا پر نہیں تھا بلکہ اللہ کی قدرت پر مزید یقین حاصل کرنے کیلئے تھا۔ جیسا کہ بعد میں آنے والے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے: ﴿ولکن لیطمئن قلبی﴾ تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کائنات میں اللہ کی قدرت کے مظاہر دیکھ کر اور ان میں غور و فکر کر کے انسان کو یقین کامل ہونا چاہئے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی طرح قیامت کے روز لمحہ بصر میں ساری مخلوقات کو دوبارہ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مشکل نہیں۔

۷۔ سورۃ ابراہیم آیت ۳۵ میں عرض کرتے ہیں: ''اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا دے، مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پرستش سے محفوظ فرما'' اس دعا میں خانہ کعبہ کا تذکرہ اور پھر بتوں کی پرستش سے پناہ کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خانہ کعبہ سے منسلک ہو کر ہی انسان فکر و خیال اور عقیدہ و عمل کی گمراہیوں سے بچ سکتا ہے۔ خانہ کعبہ کو چھوڑ کر کسی اور درباروں سے وابستگی گمراہی کا سبب ہوگی۔ افسوس کہ آج مسلمان اللہ کے در اور اس کے عظمتوں والے گھر کو چھوڑ کر اوروں کے دربار سے وابستہ ہو چکے ہیں اور یہ وابستگی شرک کا باعث بن رہی ہے۔ غیر اللہ سے نفع و نقصان کی امیدیں جو کبھی مشرکین کا شعار ہوا کرتا تھا آج یہ غالی مسلمانوں کی زندگی کا حصہ ہیں۔

۸۔ سورۃ ابراہیم کی آیت ۳۶ میں عرض کرتے ہیں: ''اے میرے رب! ان بتوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر چھوڑا ہے، لہذا جو میرے نقش قدم پر چلے گا اس کا مجھ سے تعلق ہوگا۔ جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک تو معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی اولاد کے متعلق یہ خدشہ لاحق تھا کہ وہ راہ راست سے بھٹک کر غیر اللہ کی عبادت کی طرف مائل ہو جائے گی۔ اسی لئے ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی تلاوت فرمائی جو سورۃ المائدہ آیت ۱۱۸ میں مذکور ہے: ﴿ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم﴾ اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو بے شک تو (اپنے فیصلوں میں) غالب اور حکمت والا ہے۔'' اس کے بعد آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں پھیلائے اور دعا مانگی۔ اے اللہ! میری امت پر رحم فرما! ساتھ ہی آپ رونے لگ گئے۔ رب کائنات نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ کیوں رو رہے ہو۔ حالانکہ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے۔ آپ نے انہیں رونے کا سبب بتلایا تو رب کائنات نے جبریل علیہ السلام کو پیغام دے کر بھیجا کہ محمد ﷺ سے کہہ دو ہم تجھے پریشان نہیں کریں گے تیری امت کے متعلق تجھے خوش کر دیں گے۔ (بصد شکریہ: مجلّہ ''دعوۃ التوحید'' اسلام آباد)

مولانا فیض احمد بشیر صاحب متعلم مدینہ یونیورسٹی کو صدمہ

مورخہ 14 دسمبر بروز اتوار فجر کے وقت مولانا فیض احمد بشیر صاحب کی والدہ وفات پا گئیں۔ مرحومہ عرصہ سے عارضہ قلب میں مبتلا تھیں۔ مرحومہ نہایت ہی متقیہ، پرہیزگار اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ شیخ الحدیث جامعہ علوم اثریہ مولانا محمد اکرم جمیل صاحب نے پڑھائی۔ مرکزی جامع مسجد اہلحدیث چوک اہلحدیث، جامع مسجد سلطان اہلحدیث جامعہ اثریہ، جامع مسجد اہلحدیث توحید چوک، جامع مسجد علیا اہلحدیث اور دیگر مساجد اہلحدیث جہلم میں نماز جمعہ کے بعد مرحومہ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی اور مسجد نبوی مدینہ منورہ میں بھی مرحومہ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے گناہوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ جہلم سے مدیر الجامعہ حافظ احمد حقیق صاحب، شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل صاحب، اساتذہ اور طلبہ کے ایک وفد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

مولانا محمد اکرم جمیل صاحب کو صدمہ

شیخ الحدیث جامعہ علوم اثریہ مولانا محمد اکرم جمیل صاحب کی بھاوج 20 رمضان المبارک کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئیں۔ مرحومہ صوم وصلاۃ کی پابند اور بڑی پرہیزگار تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مرحومہ کی نماز جنازہ چشتیاں میں مولانا محمد اکرم جمیل صاحب نے پڑھائی۔